رمضان المبارک
اور
اسوۂ حسنہ

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان

مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

0315-7374429

کس قدر شان سے آتا ہے مبارک رمضان
رونقیں ساتھ میں لاتا ہے مبارک رمضان

رب ہے روزوں کی جزا، پڑھ لو حدیثِ قدسی
یہ شرف خوب دلاتا ہے مبارک رمضان

ختمِ قرآں بھی تراویح میں ہوتے ہیں بہت
حُبِّ قرآں کو بڑھاتا ہے مبارک رمضان

اعتکاف اور تراویح و شبِ قدر کی بھی
محفلیں خوب سجاتا ہے مبارک رمضان

فرض کی مثل ملا کرتا ہے نفلوں کا ثواب
یہ فضیلت بھی دلاتا ہے مبارک رمضان

فرض اعمال کا ستّر گنا ملتا ہے ثواب
فضل کا تاج سجاتا ہے مبارک رمضان

ماہِ رمضاں کی شبِ قدر میں اُترا قرآن
شان کتنی بڑی پاتا ہے مبارک رمضان

جب گھڑی آتی ہے فرقت کی تو سوغاتِ عید
جاتے جاتے دیے جاتا ہے مبارک رمضان

اے ندیم![1] اِس مہِ ذی شاں کے فضائل ہیں بہت
برکتیں خوب لٹاتا ہے مبارک رمضان

---

[1] مولانا ندیم احمد ندیم نورانی

آغازِسخن: سلیم الفطرت لوگ کسی مہمان کی آمد پر اُس کی عزت افزائی کا اہتمام کرتے ہیں۔ پھر مہمان جتنا معزز ہو اُس کی تکریم بھی اتنی ہی زیادہ ہوتی ہے اور استقبال بھی اتنا ہی شاندار ہوتا ہے۔ بعض مہمانوں کی آمد پر مسکراتے چہرے سے خوش آمدید کہنا بھی کافی ہوتا ہے، جب کہ کچھ مہمانوں کے اعزاز واستقبال کے لیے کئی ماہ تک تیاری کرنا پڑتی ہے۔

چند دنوں بعد ہمارے پاس بھی ایک مہمان تشریف لارہاہے جو ایسی عزتوں کا حامل ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے حبیب ﷺ نے اِس کی عظمتیں بیان فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اِس مہمان کی عزت افزائی کے لیے رحمتوں کے دروازے کھول دیتاہے اور آپ ﷺ اِس کی آمد کے لیے شوق کا اِظہار فرماتے تھے۔ یہ ایسا عظیم الشان مہمان ہے کہ جو اِس کی قدر کرے وہ دونوں جہانوں میں فیض پاتاہے اور جو قدر نہ کرے وہ بہت بڑا بد نصیب قرار پاتاہے۔ نبی کریم ﷺ اعلانِ نبوت سے پہلے بھی اِس مہمان کی عزت افزائی فرمایاکرتے تھے، جس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ آپ ﷺ رمضان مبارک کے دوران غارِ حرا میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے تھے کہ جبریل امین علیہ السلام قرآن مجید کی پہلی آیات لے کر نازل ہوئے۔

اس مہمان کے اِعزاز واستقبال کا انداز عام مہمانوں سے مختلف ہے، اس کے استقبال کے لیے ظاہری صفائی، اُجلے لباس اور کھانوں کی تیاری سے زیادہ ضروری یہ ہے اپنی فکر کو درست اور اعمال کو اچھا کرکے خود کو اس قابل کیا جائے کہ وہ مہمان جو رحمتیں اور برکتیں دینے آرہاہے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اُن کو حاصل کر سکیں۔

کیاہی اچھاہو کہ ہم اس معزز مہمان کی عزت افزائی کا سلیقہ اُس بارگاہ سے سیکھ لیں، جس کا اندازِ تعلیم بھی سب سے حسین ہے اور معیارِ تعلیم بھی سب سے اعلیٰ ہے، جس بارگاہ سے سیکھنے والے نہ صرف خود کامیاب ہو جاتے ہیں بلکہ اُن کے نقشِ قدم بھٹکنے والوں کو سیدھی راہ دکھاتے ہیں۔

چنانچہ آج کے خطبہ میں ذکر کیا جائے گا کہ معلّمِ کائنات ﷺ اس عظیم الشان مہمان "رمضان" کی عزت افزائی کیسے فرمایا کرتے تھے؟ رمضان میں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں حاصل کرنے کے لیے آپ ﷺ کا اُسوۂ حسنہ کیاہے؟

آرزوئے رمضان

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب رجب کا چاند طلوع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ رَجَبٍ وَّشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ۔ (المعجم الاوسط، حدیث:3939، شعب الایمان) "اے اللہ! ہمیں رجب اور شعبان میں برکتیں عطا فرما اور رمضان تک پہنچادے"۔

دعا کی حکمت: ہم اگر درازئ عمر کی دعا کریں تو بات سمجھ آتی ہے؛ کیونکہ ہمیں اپنی موت کا وقت معلوم نہیں، آپ ﷺ کو تو اللہ تعالیٰ نے ماکان ومایکون کا علم دیا ہے، آپ اللہ تعالیٰ کی عطا سے جانتے تھے کہ مَیں رمضان تک زندہ رہوں گا، پھر اِس دعا میں کیا حکمت تھی؟ ایک حکمت یہ بھی تھی کہ جب صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سنتے کہ نبی کریم ﷺ رمضان کی آمد سے دو ماہ پہلے ہی اس کے شوق میں دعائیں فرمارہے ہیں تو یقیناً اُن کے دلوں میں بھی رمضان کا بے پناہ اشتیاق پیدا ہو جاتا۔ چنانچہ حدیث پاک سے سبق لیتے ہوئے ہمیں بھی اپنے دلوں میں رمضان پاک کا شوق پیدا کرنا چاہیے۔

بزرگوں کا معمول: حضرت مُعَلّٰی بن فضل رحمہ اللہ تعالیٰ بزرگوں کا معمول بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: كَانُوْا يَدْعُوْنَ اللهَ تعالیٰ سِتَّةَ أَشْهُرٍ أَن يُّبَلِّغَهُمْ رَمَضَانَ، ثُمَّ يَدْعُوْنَهٗ سِتَّةَ أَشْهُرٍ أَن يَّتَقَبَّلَ مِنْهُمْ ۔ (لطائف المعارف لابن رجب الحنبلی، ص:148) بزرگانِ دین (رمضان سے پہلے) چھ ماہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجائیں کرتے تھے کہ اُنھیں رمضان نصیب ہو جائے اور (رمضان کے بعد) چھ ماہ دعائیں کرتے کہ قبول ہو جائے۔ یعنی پورا سال ہی رمضان سے اِظہارِ محبت میں گزرتا۔

شعبان میں تیاری

جیسے مغرب کے علاوہ چاروں فرض نمازوں سے پہلے سنتیں ہیں؛ تاکہ نمازی ذہنی طور پر فرائض کے لیے تیار ہو جائے اور فرض شروع کرنے سے پہلے اُسے یکسوئی نصیب ہو جائے، ایسے ہی نبی کریم ﷺ کا اُسوۂ مبارکہ ہے کہ رمضان کی آمد سے پہلے شعبان میں خود کو ذہنی اور جسمانی طور پر رمضان کی برکتیں سمیٹنے کے لیے تیار کر لیا جائے۔

اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرماتی ہیں: «كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَتَحَفَّظُ مِنْ شَعْبَانَ مَا لَا يَتَحَفَّظُ مِنْ غَيْرِهٖ ...» (سنن ابی داود، حدیث:2325) ”رسول اللہ ﷺ جس قدر شعبان کا اہتمام فرماتے اتنا کسی دوسرے مہینے کا اہتمام نہیں فرماتے تھے“۔

آپ ﷺ کے شعبان میں روزوں سے متعلق اُم المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: وَلَمْ أَرَهُ صَائِمًا مِنْ شَهْرٍ قَطُّ أَكْثَرَ مِنْ صِيَامِهٖ مِنْ شَعْبَانَ، كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهٗ، كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ إِلَّا قَلِيلًا ۔ (صحیح مسلم، حدیث:2778) ”مَیں نے دیکھا کہ آپ ﷺ سب سے زیادہ (نفلی) روزے شعبان میں رکھا کرتے، پورا شعبان ہی روزے رکھتے، چند دنوں کے علاوہ پورا مہینہ روزوں میں گزرتا“۔

رمضان کی آمد پر خوشی اور دعا

نبی کریم ﷺ کے قلبِ مبارک میں رمضان کریم کی محبت کا نتیجہ تھا کہ رمضان پاک کی آمد پر خوشخبری بھی عطا کرتے، مرحبا اور خوش آمدید بھی فرماتے، نیز نئے چاند کی عمومی دعاؤں کے ساتھ ساتھ رمضان پاک کی خصوصی دعاؤں کا بھی سلسلہ رہتا۔[1]

مبارک باد: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جانِ رحمت ﷺ رمضان کریم کی آمد پر صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو خوشخبری دیتے ہوئے فرماتے: قَدْ جَاءَكُمْ شَهْرُ رَمَضَانَ، شَهْرٌ مُبَارَكٌ۔۔۔(مسند احمد، حدیث: 8991) ”تمہارے پاس ماہِ رمضان آگیا ہے، برکت والا مہینہ“، پھر آپ ﷺ رمضان کے فضائل ذکر فرماتے۔[2]

ایک روایت کے مطابق یوں بھی فرماتے: أَتَاكُمْ شَهْرُ رَمَضَانَ، أَتَاكُمْ سَيِّدُ الشُّهُوْرِ، فَمَرْحَبًا وَأَهْلًا۔۔۔ (لطائف المعارف لابن رجب، ص: 148) یعنی ”تمہارے پاس ماہِ رمضان آگیا، تمہارے پاس تمام مہینوں کا سردار آگیا، رمضان کو خوش آمدید“۔

خصوصی دعا: سیدنا عُبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمیں تعلیم فرماتے کہ رمضان مبارک کی آمد پر یہ کلمات کہیں: اَللّٰهُمَّ سَلِّمْنِيْ مِنْ رَمَضَانَ، وَسَلِّمْ رَمَضَانَ لِيْ، وَتَسَلَّمْهُ مِنِّيْ مُتَقَبَّلًا[3]۔ (الدعاء للطبرانی، حدیث: 912) یعنی ”اے اللہ! مجھے ایسی آزمائش سے محفوظ رکھنا جو روزوں وغیرہ سے رکاوٹ بن جائے، اور رمضان کو میرے لیے محفوظ رکھنا (اس کے چاند سے متعلق کوئی شبہ پیدا نہ ہو) اور مجھے رمضان میں گناہوں سے دُور رکھنا“۔

---

[1] یاد رہے کہ رمضان پاک یا دیگر اسلامی مہینوں کی خبر سنانے والے کے لیے جنت کی بشارت سے متعلق جو روایات بیان کی جاتی ہیں وہ مستند نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کرنا گناہِ کبیرہ ہے۔

[2] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُبَشِّرُ أَصْحَابَهُ: قَدْ جَاءَكُمْ رَمَضَانُ، شَهْرٌ مُبَارَكٌ، افْتَرَضَ اللهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ، تُفْتَحُ فِيهِ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَتُغْلَقُ فِيهِ أَبْوَابُ الْجَحِيمِ، وَتُغَلُّ فِيهِ الشَّيَاطِينُ، فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ، مَنْ حُرِمَ خَيْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ۔ (مسند احمد، حدیث: 8991)

[3] قَوْلُهُ: سَلِّمْنِيْ مِنْهُ، أَيْ لَا يُصِيبُنِيْ فِيهِ مَا يَحُولُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ صَوْمِهِ مِنْ مَرَضٍ أَوْ غَيْرِهِ۔ وَقَوْلُهُ سَلِّمْهُ لِيْ: هُوَ أَنْ لَا يُغَمَّ عَلَيْهِ الهِلَالُ فِيْ أَوَّلِهِ أَوْ آخِرِهِ فَيَلْتَبِسَ عَلَيْهِ الصومُ والفِطْرُ۔ وَقَوْلُهُ وسَلِّمْهُ مِنِّيْ: أَيْ يَعْصِمُهُ مِنَ المَعَاصِيْ فِيْهِ۔ (النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر، ج: 2، ص: 395)

مغفرت کا شوق

نبی کریم ﷺ اپنے عمل مبارک اور زبان اطہر کے ذریعے یہ شعور بیدار کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش پر ہے، وہ سب کو بخش رہا ہے، کہیں تم اپنے کرتوتوں کی وجہ سے محروم نہ رہ جانا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے رمضان کی آمد مبارک پر فرمایا: سُبْحَانَ اللّٰہِ! مَا تَسْتَقْبِلُوْنَ وَمَاذَا یَسْتَقْبِلُکُمْ؟ ''سجان اللہ! (جانتے ہو) تم کس کا استقبال کر رہے ہو اور تمہارا کون استقبال کر رہا ہے؟'' سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ قربان، کیا کوئی وحی اُتری ہے یا کسی دشمن سے جنگ ہونے والی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "لَا، وَلٰکِنْ شَھْرُ رَمَضَانَ یَغْفِرُ اللّٰہُ فِیْ أَوَّلِ لَیْلَۃٍ لِکُلِّ أَھْلِ ھٰذِہِ الْقِبْلَۃِ۔ (شعب الایمان، حدیث:3349) یعنی ''ایسی بات نہیں، لیکن رمضان کی آمد آمد ہے، اس کی پہلی رات میں اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کی مغفرت فرما دیتا ہے۔''

قرآن کریم سے تعلق

قرآن مجید اور آپ ﷺ کے اُسوۂ حسنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضانِ مبارک اور قرآن مجید کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔

- اس سے بڑھ کر کیا مناسبت ہوگی کہ باری تعالیٰ نے اپنا کلام نازل فرمانے کے لیے اِسی مہینہ کا انتخاب فرمایا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ... [البقرۃ2:185] ''رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا، جو لوگوں کے لیے ہدایت اور راہنمائی ہے اور فیصلے کی روشن باتیں۔''
- قرآنِ مجید بھی انسان کے لیے اپنے مالک جل جلالہٗ تک پہنچنے کا ذریعہ ہے اور روزے بھی اِسی مقصد کے لیے فرض کیے گئے ہیں۔
- جانِ عالم ﷺ اِس ماہ مبارک میں قرآن مجید کی کثرت سے تلاوت فرماتے اور اِسی مہینے میں سیدنا جبریل امین علیہ السلام آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر قرآن مجید کا دور کرتے۔
- نبی کریم ﷺ نے ایک ہی حدیث پاک میں دونوں کی شفاعت کا ذکر فرمایا۔ سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آپ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا: اَلصِّیَامُ وَالْقُرْآنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ، یَقُوْلُ الصِّیَامُ: أَیْ رَبِّ! مَنَعْتُہُ الطَّعَامَ وَالشَّھَوَاتِ بِالنَّھَارِ، فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ، وَیَقُوْلُ الْقُرْآنُ: مَنَعْتُہُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ، فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ، قَالَ: "فَیُشَفَّعَانِ"۔ (مسند احمد، حدیث:6626، المستدرک علی الصحیحین، حدیث:2036) ''روزِ قیامت روزہ اور قرآن مجید بندے کی شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا: اے اللہ! مَیں نے اِسے دن بھر کھانے (پینے) اور خواہشات سے روکے رکھا، اِس کے حق میں میری سفارش قبول فرما،

قرآن مجید کہے گا: یا اللہ! مَیں نے اِسے رات کو سونے سے روکے رکھا، اِس کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”رمضان اور قرآن کی شفاعت قبول کی جائے گی (اور بندے کو بخش دیا جائے گا)“۔

کرنے کے کام: قرآن مجید اور رمضان کریم کا تعلق پیشِ نظر رکھتے ہوئے ہمیں رمضان میں قرآن عظیم کے ساتھ خصوصی تعلق قائم کرنا چاہیے۔ اس کے لیے چند باتوں پر عمل کرنا ضروری ہے:

1) اگر ہم قرآن مجید کو صحیح تلفظ کے ساتھ ادا نہیں کر سکتے تو کسی خوش عقیدہ قاری صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر تلفظ درست کرنا چاہیے۔ یاد رہے کہ قرآن مجید کا درست تلفظ سیکھنا فرض ہے۔ جس طرح نماز چھوڑنا گناہِ کبیرہ ہے، اِسی طرح قرآن مجید کے تلفظ کی درستگی نہ کرنا بھی گناہِ کبیرہ ہے۔

2) قرآن مجید کی تلاوت وسماعت کو معمول بنائیں۔ ترقی دنیوی دولت بڑھنے کے ساتھ نہیں، اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے ساتھ ہے۔ کسی گھر میں دولت کی بہتات ہو، مگر قرآن مجید کا فیضان نہ ہو تو وہ گھر ویران ہے۔ اگر ہمیں رمضان پاک میں بھی قرآن مجید کی تلاوت نصیب نہ ہو تو ڈرنا چاہیے کہ قرآن ہم سے ناراض تو نہیں؟ (معاذ اللہ)

3) جتنا قرآن کریم یاد ہے اُسے پختہ کرنے اور مزید کچھ یاد کرنے کی توفیق نصیب ہو تو زہے نصیب!

4) قرآن مجید کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ روزانہ کچھ نہ کچھ حصہ ترجمہ وتفسیر کے ساتھ پڑھنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔ کنز الایمان اور خزائن العرفان یا نہایت آسان اُردو تفسیر ”صراط الجنان“[1] یا کسی بھی خوش عقیدہ عالم کی تفسیر (مثلاً نور العرفان، تبیان القرآن، ضیاء القرآن) کا مطالعہ روزانہ کا معمول ہونا چاہیے۔

5) اپنی زندگی کو قرآن کریم کے سانچے میں ڈھالنے کا شوق پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ عملی طور پر اِس کا آغاز کر دینا چاہیے۔

دنیوی مصروفیات کی کمی اور اعمالِ خیر میں کثرت

نبی کریم ﷺ پورا سال ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتے، مگر متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ماہ رمضان شروع ہوتا تو آپ کے معمولاتِ خیر میں مزید ترقی ہو جاتی۔

☆ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں: "كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ تَغَيَّرَ لَوْنُهُ، وَكَثُرَتْ صَلَاتُهُ، وَابْتَهَلَ فِي الدُّعَاءِ، وَأَشْفَقَ مِنْهُ." (شعب الایمان، حدیث: 3353) یعنی جب رمضان شریف کا آغاز ہوتا تو (اللہ

---

[1] یہ تفسیر PDF میں بھی دستیاب ہے اور اِس کی نہایت جدید ایپ بھی ڈاؤن لوڈ کی جاسکتی ہے۔

تعالیٰ کے خوف اور حقِ عبادت کے احساس سے) رسول اللہ ﷺ کا رنگ مبارک بدل جاتا، آپ ﷺ کی نمازوں میں مزید اِضافہ ہو جاتا اور دعاؤں میں گڑ گڑاتے اور عاجزی کرتے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے۔

☆ اُم المؤمنین بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہی مروی ہے: " كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ شَدَّ مِئْزَرَهُ ثُمَّ لَمْ يَأْتِ فِرَاشَهُ حَتّٰى يَنْسَلِخَ۔ " (شعب الایمان، حدیث:3352) یعنی جب ماہِ رمضان کا آغاز ہوتا تو رسول اللہ ﷺ عبادت کے لیے کمربستہ ہو جاتے، پھر اختتامِ رمضان تک محنت مسلسل جاری رکھتے۔

تربیتی نکات:

درج بالا دونوں احادیث مبارکہ سے کئی باتیں سیکھنے کو ملتی ہیں:

☆ ہم میں سے بے شمار ایسے ہوں گے جن کے معمولات میں رمضان کی وجہ سے صرف یہی فرق پڑتا ہے کہ ناشتے کے بجائے سحری کر لیتے ہیں اور رات کے کھانے کی جگہ افطاری کر لیتے ہیں، کھانے کا وقت تبدیل ہونے کے علاوہ اُن میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ غور کرنا چاہیے کہ جن کی نسبت سے ہماری بخشش ہو گی رمضان کی آمد پر اُن کے چہرۂ مبارک کے آثار بدل جاتے تھے۔

☆ رمضان کریم میں دعاؤں کی کثرت بھی ہونی چاہیے اور اُنھیں آنسوؤں کے عرق سے خوشبودار بھی کرنا چاہیے۔

☆ بہت سے لوگ رمضان کی آمد پر مساجد میں حاضر ہوتے ہیں، مگر چند دن میں ہی اُن کا شوق ماند پڑ جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ پورا مہینہ محنت جاری رکھتے تھے۔

جنت کے حصول اور جہنم سے آزادی کی دعائیں

ویسے تو پورا سال ہی جنت حاصل کرنے اور جہنم سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے، مگر رمضان کریم اِس فصل کا خاص موسم ہے۔

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک طویل حدیثِ پاک نقل کی، جس کے چند جملے یہ ہیں: فَاسْتَكْثِرُوْا فِيْهِ مِنْ أَرْبَعِ خِصَالٍ، خَصْلَتَانِ تُرْضُوْنَ بِهَا رَبَّكُمْ، وَخَصْلَتَانِ لَا غِنٰى لَكُمْ عَنْهُمَا. فَأَمَّا الْخَصْلَتَانِ اللَّتَانِ تُرْضُوْنَ بِهَا رَبَّكُمْ: فَشَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَتَسْتَغْفِرُوْنَهُ، وَأَمَّا اللَّتَانِ لَا غِنٰى لَكُمْ عَنْهُمَا: فَتَسْأَلُوْنَ اللهَ الْجَنَّةَ، وَتَعُوْذُوْنَ بِهِ مِنَ النَّارِ۔ (شعب الایمان، حدیث:3336) یعنی "رمضان میں چار اُمور کثرت سے کرو، دو چیزوں سے تم اللہ تعالیٰ کو راضی کر لو گے اور دو سے تمہیں بے نیازی نہیں ہو سکتی۔ وہ دو اُمور جن کے ذریعے تم اللہ تعالیٰ کو راضی کر لو گے: کلمۂ طیبہ اور استغفار ہیں۔ اور جن دو سے تمھیں بے نیازی نہیں ہو سکتی وہ یہ ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرو اور جہنم سے اُس کی پناہ مانگو"۔

صبر، غمخواری اور سخاوت

سیدنا سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ، وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ، وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ، وَشَهْرٌ يُزَادُ فِي رِزْقِ الْمُؤْمِنِ، مَنْ فَطَّرَ فِيهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةً لِذُنُوبِهِ وَعِتْقَ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ، وَكَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُنْتَقَصَ مِنْ أَجْرِهِ شَيْءٌ۔ "قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! لَيْسَ كُلُّنَا يَجِدُ مَا يُفَطِّرُ الصَّائِمَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "يُعْطِي اللهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰى مَذْقَةِ لَبَنٍ أَوْ تَمْرَةٍ أَوْ شَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ، وَمَنْ أَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللهُ مِنْ حَوْضِي شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ...(شعب الایمان، حدیث:3336)"یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ یہ غربا کی غم خواری کا مہینہ ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں مؤمن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے(حسی رزق میں بھی اِضافہ ہو جاتا ہے اور روحانی رزق بھی بڑھ جاتا ہے)۔ جو اس مہینہ میں کسی روزہ دار کو افطار کرائے تو یہ اس کے گناہوں کی بخشش اور جہنم سے آزادی کا ذریعہ ہو گا اور اسے روزہ دار جیسا ثواب ملے گا، بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب سے کچھ کم ہو۔ سیدنا سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر شخص کے پاس اتنی وسعت نہیں کہ وہ روزہ افطار کرائے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ یہ ثواب اُسے بھی دے گا جو روزہ دار کو ایک گھونٹ دودھ یا کھجور یا گھونٹ بھر پانی سے افطار کرائے اور جو روزہ دار کو سیر کرے اللہ تعالیٰ اُسے میرے حوض سے وہ پانی پلائے گا کہ کبھی پیاسا نہ ہو گا حتی کہ جنت میں داخل ہو جائے"۔

موجودہ صورتِ حال: ہم لوگ ہر کام رسمی طور پر کرنے کے عادی ہوتے جا رہے ہیں، حالانکہ کہ مسلمان کا ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہونا چاہیے۔ آج کل غریبوں اور ناداروں کے لیے افطار کا اہتمام کرنے کے متبادل کے طور پر اُمرا کی عالی شان افطار پارٹیوں کی معاشرتی رسم کو پروان چڑھایا جا رہا ہے اور اسے بااثر حلقوں میں سماجی روابط بڑھانے کا ذریعہ بنایا جا رہا ہے۔ ایک طرف مصنوعی تاجرانہ حربوں سے معاشرے کے زیریں طبقات پر رمضان میں غیر معمولی مہنگائی کا عذاب مسلط کرتے ہیں، پھر غریب پروری کے اظہار کے لیے چوراہوں اور فٹ پاتھوں پر دستر خوان سجا دیتے ہیں۔

فہم دین

صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے بتایا کہ جانِ رحمت ﷺ رمضان کریم کی آمد پر خصوصی خطبہ ارشاد فرماتے اور اُس میں رمضان سے متعلق شرعی احکام بھی تعلیم فرماتے۔ رمضان شریف میں اکثر مسلمانوں پر شیطانی اثرات کم ہو جاتے ہیں اور دین کا شوق پیدا ہوتا ہے، ہمیں چاہیے کہ اِن جذبات سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے علمِ دین حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

دین کا علم وہ عظیم دولت ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو ہی عطا فرماتا ہے۔ جی ہاں! یہ کوئی مبالغہ آرائی نہیں بلکہ سرکار دوعالم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنۡ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيۡرًا يُّفَقِّهۡهُ فِي الدِّيۡنِ ۔ (صحیح بخاری، حدیث:71) ”اللہ تعالیٰ جسے نوازنا چاہتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔“

فہم دین کے ذرائع: علم دین حاصل کرنے کے بہت سے ذرائع ہیں، جن میں سے درج ذیل نہایت اہم ہیں:

- **مطالعہ:** علمِ دین حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ یہ ہے کہ صحیح العقیدہ علما[1] کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے۔ ہم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ اپنے شیڈول میں لازمی طور پر ایک وقت مطالعہ کے لیے مختص کرے۔ عموماً کہا جاتا ہے: وقت نہیں ملتا۔ یہ بہانہ ان کاموں کے لیے ہوتا کہ جنہیں انسان غیر ضروری سمجھتا ہو، جو کام ضروری ہو وہ باقی مصروفیات چھوڑ کر بھی کر لیا جاتا ہے۔
- **دروس و خطابات میں شرکت:** علمِ دین حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ یہ بھی ہے کہ علمی دروس اور خطبات کو سنا جائے اور پھر یاد بھی رکھا جائے۔ جب انسان علمِ دین حاصل کرنے کے لیے گھر سے نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے اور علمِ دین کی محافل میں اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔[2]
- **جو معلوم نہ ہو اُس کے بارے میں سوال:** علمِ دین کے اِس ذریعے کو اختیار کرنے کا حکم دیتے ہوئے باری تعالیٰ نے فرمایا: فَسۡـَٔلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّكۡرِ اِنۡ كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۔ (النحل 16:43) لوگو! اگر تمہیں معلوم نہیں تو اہلِ علم سے پوچھو۔

اہم بات: علمِ دین حاصل کرنے کے حوالے سے یہ بات ذہن نشین رکھنا بھی ضروری ہے کہ ہر شخص دین کا نمائندہ نہیں ہو سکتا۔ رمضان میں کاروبار کی تشہیر کے لیے مذہبی عنوان ضروری ہوتا ہے، اس لیے الیکٹرانک میڈیا پر اداکار اور اداکارائیں، جو سال بھر بے حیائی کے پروگرامز میں مصروف رہتے ہیں، رمضان میں روپ بدل کر دین کے مبلّغ بن جاتے ہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ اللهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ، وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ، حَتّٰى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا، فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا .» (صحیح بخاری، حدیث:100) یعنی اللہ تعالیٰ قیامت کے قریب دین کا علم اٹھالے گا، ایسا نہیں ہوگا کہ سینے سے علم کھینچ لیا جائے اور

---

[1] صحیح العقیدہ کا ذکر اس لیے کہ صحیح مسلم شریف کے ابتدائیہ میں ہے عَنۡ مُحَمَّدِ بۡنِ سِيرِينَ قَالَ: إِنَّ هٰذَا الۡعِلۡمَ دِيۡنٌ فَانۡظُرُوۡا عَمَّنۡ تَأۡخُذُوۡنَ دِيۡنَكُمۡ ۔

[2] عَنۡ أَبِي هُرَيۡرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ... مَنۡ سَلَكَ طَرِيۡقًا يَلۡتَمِسُ فِيۡهِ عِلۡمًا سَهَّلَ اللهُ لَهٗ بِهٖ طَرِيۡقًا إِلَى الۡجَنَّةِ ۔ وَمَا اجۡتَمَعَ قَوۡمٌ فِي بَيۡتٍ مِنۡ بُيُوۡتِ اللهِ يَتۡلُوۡنَ كِتَابَ اللهِ وَيَتَدَارَسُوۡنَهٗ بَيۡنَهُمۡ، إِلَّا نَزَلَتۡ عَلَيۡهِمُ السَّكِيۡنَةُ، وَغَشِيَتۡهُمُ الرَّحۡمَةُ، وَحَفَّتۡهُمُ الۡمَلَائِكَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيۡمَنۡ عِنۡدَهٗ ... (صحیح مسلم، حدیث:7028)

لوگ پڑھا ہوا بھول جائیں، بلکہ علما کی وفات کے ذریعے علم اٹھالیا جائے گا(پہلے والے علما دنیا سے چلے جائیں گے اور مزید لوگ علمِ دین حاصل نہیں کریں گے)، حتی کہ جب کوئی عالم نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو راہ نما اور پیشوا بنالیں گے،اِن جاہلوں سے مسائل پوچھے جائیں گے،وہ بغیر علم فتوی دیں گے (قرآن وسنت سے راہ نمائی کے بجائے اپنی طرف سے بتاتے رہیں گے) تو خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

حرفِ آخر

کسی بھی نعمت سے فائدہ تبھی اُٹھایا جاسکتا ہے کہ جب انسان کو اُس کی قدر معلوم ہو۔جس شخص کو سونے کی قدر معلوم نہیں اُس کے لیے سونا اور مٹی برابر ہیں۔

رمضان پاک کی برکتیں بھی تبھی حاصل کی جاسکتی ہیں جب انسان اِس کی قدر جانے۔نبی کریم ﷺ کا اُسوہ اِس حوالے سے بھی مینارۂ نور ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں حاصل کرنے کے لیے رمضان کی آرزو ہونی چاہیے،اُسے چاہیے کہ رمضان کی آمد سے پہلے ہی اِس کے لیے تیار ہو جائے،رمضان کی آمد ہوتے ہی اُس کے انداز میں تبدیلی آجائے اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اُس کی مغفرت حاصل کرنے کے شوق میں ڈوب کر اعمالِ خیر میں اِضافہ کر دے،نمازوں کی باادائیگی اور روزے رکھنا تو فرض ہے،جماعت کا اہتمام بھی واجب ہے،اِن کے ساتھ ساتھ قرآن مجید سے خصوصی تعلق قائم کرے،صبر وسخاوت اور خیر خواہی کرے۔نیز دین سیکھنے کا بھی خوب اہتمام کرے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اُسوۂ مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے رمضان پاک کی خوب برکتیں سمیٹنے کی توفیق عطا کرے۔

آمین بجاہ النبی الکریم۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین وبارک وسلّم۔